تقدیم

فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور انفسنا، ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله۔

[يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾] [1]

[يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾] [2]

[يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾] [3]

أما بعد:

فان أصدق الحديث كتاب الله، وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ، وشر الأمور

---

[1] سورۂ آل عمران: 103۔

[2] سورۂ نساء: 1۔

[3] سورۂ احزاب: 70، 71۔

http://www.abdullahnasirrehmani.wordpress

محدثاتها، وکل محدثة بدعة، وکل بدعة ضلالة، وکل ضلالة فی النار۔

قارئین کرام! ایک انتہائی نفیس، عظیم الشان اور رفیع القدر علمی ذخیرہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ ہمارے شیخ، مربی، شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی عظیم کتاب ''توحید ربانی'' ہے۔

آپ کے علم میں ہے کہ یہ کتاب سندھی زبان میں لکھی گئی اور شائع ہوئی تھی، اس کے علمی مواد کو دیکھتے ہوئے ہماری بھی خواہش تھی اور علم سے محبت اور شغف رکھنے والے بہت سے احباب اور رفقاء کا بھی مسلسل اصرار تھا کہ اس کا اردو ترجمہ ہونا چاہیئے۔ کچھ عرصہ پیشتر ترجمہ کی ذمہ داری مولانا حزب اللہ حفظہ اللہ کو سونپی گئی، انہوں نے بحسن وخوبی اس مسئولیت کو نبھاتے ہوئے مکمل کتاب کا ترجمہ کر دیا، نیز انہوں نے تمام حوالے جات کی تخریج بھی کر دی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدارین۔

بعد ازاں نظر ثانی کے لیے یہ ترجمہ محترم مولانا داؤد شاکر اور مولانا ذوالفقار علی طاہر حفظہما اللہ کے حوالے کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انہوں نے نظر ثانی بھی کی اور جہاں ترجمہ میں اردو ادب کے تعلق سے کوئی سقم دکھائی دیا اس کی اصلاح بھی کر دی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان تینوں علماء کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس عمل کو ان کے لیے اضافۂ حسنات کا ذریعہ بنا دے۔

ہمارے شیخ کی جس کتاب کا ذکر ہو رہا ہے، اس کا نام شیخ رحمہ اللہ نے (توحید ربانی) تجویز فرمایا، یہ نام ایک بہت بڑے علم اور عظیم الشان منہج کی ترجمانی کر رہا ہے، توحید ربانی کے اس مبارک نام سے اللہ رب العزت کی توحید ربوبیت کی طرف اشارہ مقصود ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ توحید ربوبیت کی معرفت، مکمل عقیدۂ توحید کے فہم کی اساس ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کا آغاز توحید ربوبیت سے ہوا {اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝} اور اختتام بھی اسی توحید پر ہوا {قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝} بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے الٰہ اور معبودِ حق ہونے کے جو دلائل ذکر فرمائے ہیں ان میں سرِ فہرست توحید ربوبیت ہے، چنانچہ فرمایا:

[يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝]

یعنی: اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں اور تم سے پہلے تمام لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم بچ سکو۔ (یعنی جہنم کی آگ سے)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے اور اس حکم کی علت یہ بتلائی ہے کہ میں تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا خالق ہوں۔ دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے مقصدِ تخلیق کا ذکر فرمایا ہے، جو کہ اُس کی عبادت ہے، اور اس کی وجہ بھی یہی بتلائی کہ وہ ذات تمہاری خالق ہے، چنانچہ فرمایا:

[وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ معبودِ حق ہونے کیلئے خالق ہونا ضروری ہے، جس ذات میں خالق ہونے کی صلاحیت نہیں اس میں معبودِ حق ہونے کی صلاحیت یکسر معدوم ہوگی اور وہ تمام تر دعاوی کے باوجود جھوٹے اور باطل معبود قرار پائیں گے، اسی نکتہ کو واضح کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک دعوی اور اس کے بعد ایک استفسار اکٹھا ذکر فرمایا ہے:

[هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ]

یعنی: یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی خلق ہے، پس مجھے دکھاؤ کہ ان لوگوں نے کیا پیدا کیا ہے جو اس کے سوا (پکارے جارتے) ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ حم السجدۃ میں ایک مقام پر یہی مسئلہ قدرے تفصیل سے بیان فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

[اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ... الآية]

میں توحید ربوبیت کا ذکر فرمایا اور اس پر استقامت کے فضائل بیان فرمائے اور چند آیات کے بعد ارشاد فرمایا:

http://www.abdullahnasirrehmani.wordpress.com

[وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝]

یعنی: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے رات، دن، سورج اور چاند ہیں، پس مت سجدہ کرو سورج یا چاند کو اور سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کو جو کہ ان کا خالق ہے، اگر تم خالص اسی کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔

اس آیت مبارکہ میں ان لوگوں کا رد ہے جو سورج یا چاند کی پوجا کرتے ہیں اور وجہ تردید وانکار یہ ہے کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور مخلوق معبود ہو ہی نہیں سکتی، معبودِ حق وہی ذات ہوسکتی ہے جو خالق ہو، اسی لئے فرمایا:

[وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ]

کہ تم سجدہ کرو اس اللہ کو جو ان کا خالق ہے، گویا خالق ہی عبادت کے لائق ہوتا ہے اور اس پوری کائناتِ علوی یا سفلی میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق نہیں۔

[اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝]

یعنی: اللہ تعالیٰ ہی ہر شئ کا خالق ہے اور وہ ہر شئ پر کارساز ہے، نیز فرمایا:

[ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ]

یعنی: یہی اللہ ہے جو تمہارا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبودِ حق نہیں ہے، وہ (چونکہ) ہر شئ کا خالق ہے لہذا صرف اسی کی عبادت کرو۔

حضرات! زیرِ نظر کتاب (توحید ربانی) کے نام سے موسوم ہے، ربانی کی نسبت اللہ تعالیٰ کے مبارک نام (الرب) کی طرف ہے، یہ نام اللہ تعالیٰ کا علَم ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو (الرب) نہیں کہا جاسکتا، البتہ اضافت کی صورت میں دوسروں کو رب کہا جاسکتا ہے، جیسے: رب المال، رب البیت وغیرہ۔

رب کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے ابن الاثیر فرماتے ہیں:

(الرب یطلق فی اللغة علی المالك والسید والمدبر والمربی والقیم

والمنعم ولایطلق غیرمضاف الا علی الله تعالیٰ واذا اطلق علی غیره أضیف فیقال: رب کذا)

یعنی: لغوی اعتبار سے رب کے کئی معانی ہیں، مثلاً: مالک، سردار، تدبیر کرنے والا، پالنے والا، نگرانی کرنے والا اور نعمت عطا فرمانے والا، اضافت کے بغیر اس کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہے، البتہ اضافت کی صورت میں دوسروں پر اس کا اطلاق ہوسکتا ہے، جیسے رب کذا یعنی فلاں چیز کا مالک۔

ابن جریر الطبری فرماتے ہیں: کلامِ عرب میں رب کے متعدد معانی ہیں، چنانچہ وہ سردار جو ہر طرح سے اطاعت کیا جاتا تھا اسے رب کہا جاتا تھا، وہ شخص جس کی حیثیت ایک مصلح کی ہوتی اسے رب کہا جاتا تھا، وہ شخص جو کسی چیز کا مالک ہوتا اسے رب کہا جاتا تھا..... مزید فرماتے ہیں: چنانچہ ہمارا رب وہ (السید) ہے کہ سرداری میں کوئی اس کا مشابہ یا مثیل نہیں ہے اور اپنی مخلوقات کے امور کا ایسا مصلح ہے کہ انہیں اپنی نعمتوں سے ڈھانپ رکھا ہے، ساری کائنات کا ایسا مالک ہے کہ ہر قسم کا خلق اور امر اسی تنہا ذات کا ہے۔

علماءِ سلف کے اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت کی ربوبیت کی توحید پر مکمل ایمان کیلئے تین چیزوں کو پہچاننا اور ماننا ضروری ہے، ان کے بغیر یا ان میں سے کسی ایک کے بغیر توحید ربوبیت پر ایمان ہرگز کامل نہیں ہوسکتا۔

① یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس پوری کائنات کا خالق ہے، اس کے سوا کوئی خالق نہیں، حتی کہ ایک ذرہ تک کا بھی نہیں۔

② یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس پوری کائنات کا حقیقی مالک ہے، اس کے سوا کوئی حقیقی مالک نہیں ہے، حتی کہ ایک ذرہ تک کا بھی نہیں۔

③ یہ ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس پوری کائنات کا مدبر اور متصرف ہے، اس کے سوا کوئی مدبر نہیں ہوسکتا۔

http://www.abdullahnasirrehmani.wordpress.com

توحید ربوبیت پر کامل ایمان کیلئے ان تینوں چیزوں کو ماننا ضروری ہے، لہذا اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو خالق سمجھتا ہے، خواہ ایک ذرہ کی حد تک کیوں نہ ہو، یا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مالک سمجھتا ہے، خواہ ایک ذرہ کی حد تک کیوں نہ ہو، یا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مدبر مانتا ہے، خواہ ایک ذرہ کی حد تک کیوں نہ ہو تو اس کی توحید ربوبیت ناقص اور ناقابل قبول ہے، تمام تر دعووں کے باوجود اس کا عقیدہ خلل اور اضطراب کا شکار ہے، جب توحید ربوبیت جو کہ بقیہ تمام اقسام توحید (توحید الوہیت، توحید اسماء وصفات) کی مفتاح بلکہ اساس ہے میں خلل واقع ہو گیا تو اس کا تمام تر ایمان وعقیدہ اور بنا بریں ہر قسم کا عمل برباد ہو گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

[وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ]

یعنی: جو شخص ایمان میں کسی انکار کا شکار ہو گیا تو اس کا ہر قسم کا عمل برباد اور رائیگاں ہے۔

حضرات! توحید ربوبیت کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر شئ کا خالق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۶۲]

یعنی: اللہ تعالیٰ ہی ہر شئ کا خالق ہے اور وہ ہر شئ پر کارساز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خلق کے تعلق سے تمام اولین وآخرین کو چیلنج کیا ہے،

[هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۱]

یعنی: یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی خلق ہے، پس مجھے دکھاؤ کہ ان لوگوں نے کیا پیدا کیا ہے جو اس کے سوا (پکارے جارتے) ہیں، بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے وہ تمام معبود، جنہیں اس کے سوا پوجا جاتا ہے کے عجز کا ذکر فرمایا، یعنی وہ سب ایک مقام پر اکھٹے ہو کر اپنی تمام تر طاقتیں وصلاحیتیں صرف کر کے

ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، حالانکہ مکھی ایک انتہائی خسیس اور حقیر جانور ہے۔

[يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝۷۳]

یعنی: اے ایمان والو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے، اسے غور سے سنو، بیشک جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ تو ہرگز ہرگز ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے، خواہ تمام کے تمام اس مقصد کی خاطر جمع ہو جائیں، اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو اسے چھڑانے تک کی قدرت نہیں رکھتے، طالب اور مطلوب دونوں کس قدر کمزور ہیں، انہوں نے کما حقہ اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانی، اللہ تعالیٰ بڑی قوت اور غلبہ والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کو ماننا، جس طرح توحید ربوبیت پر ایمان کی اساس ہے، اسی طرح اس کے خالق ہونے کو ماننا ذاتی علم اور پہچان کیلئے اور اس کی عبادت تک پہنچنے کیلئے ضروری ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق ہونے کی خبر کیوں دی؟ اس لئے تاکہ ہمیں اس عقیدہ کی معرفت حاصل ہو جائے، نیز اس لئے بھی کہ ہم خالصتاً اسی کی عبادت پر متوجہ ہو جائیں۔ جہاں تک معرفت کا معاملہ ہے تو اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

[اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۱۲]

یعنی: اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے ساتوں آسمان پیدا کئے اور زمینیں بھی اتنی ہی، ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے اوامر نازل ہوتے ہیں (تمہیں یہ سب اس لئے بتایا جارہا ہے) تاکہ تم جان لو اور یہ معرفت حاصل کر لو کہ اللہ تعالیٰ ہر شئ پر قادر ہے اور یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ از روئے علم ہر شئ کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

http://www.abdullahnasirrehmani.wordpress.com

یہ آیت کریمہ اس مسئلہ پر نص کی حیثیت رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید ربوبیت کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے، اس معرفت کے ذریعے اس اہم ترین مسئلہ تک رسائی حاصل کرنا ضروری ہے، جس کی خاطر رسالتیں اور نبوتیں تشکیل دی گئیں اور جس کی خاطر بار بار وحی الٰہی کا نزول ہوا اور مسئلہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ہے، چنانچہ فرمایا:

[وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾]

یعنی: میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اس لئے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

اس آیت مبارکہ میں (خَلَقْتُ) کا مقصد (لِيَعْبُدُونِ) ہے، جبکہ اوپر کی آیات میں (خلق) کا مقصد (لتعلموا) ہے، جس سے ثابت ہوا کہ توحید ربوبیت کا علم حاصل کرنا ضروری ہے اور اس علم کے ذریعے اس اہم مسئلہ (عبادت) تک رسائی ضروری ہے جو اصل دین اور محورِ دین ہے۔

جبکہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے لہذا وہی مستحقِ عبادت ہے تو اس کے ساتھ ساتھ یہ نکتہ بھی دل وجان کی گہرائی سے قبول کرنا ضروری ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق نہیں، بمقدارِ ذرہ بھی نہیں، لہذا اس کے سوا کوئی عبادت کا (بمقدارِ ذرہ بھی) مستحق نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم مِّن شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٠﴾]

یعنی: اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا، پھر تم سب کو روزی دی، پھر تم سب کو موت دیگا، پھر تم سب کو زندہ کریگا، کیا تمہارے شرکاء میں سے کوئی بھی ان میں سے کوئی کام انجام دے سکتا ہے؟ وہ ذات پاک ہے اور تمہارے شرک سے بہت بلند ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

[أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿١٩٢﴾]

یعنی: کیا وہ ایسوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں، اور نہ وہ ان کی کچھ بھی مدد کر سکتے ہیں، بلکہ وہ تو اپنی مدد کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ ہی خالقِ کل ہے، اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہوسکتا، یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو ہم سے بڑی غیرت کا متقاضی ہے، اسی غیرت کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تصویر کو حرام قرار دے دیا؛ کیونکہ تصویر میں اللہ تعالیٰ کی صفت خلق اور صفت تصویر سے مشابہت پائی جاتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے اور وہی مصور ہے۔ تصویر کی حرمت اور وعید شدید پر کچھ نصوص ملاحظہ ہوں:

عن عبد الله بن مسعودص قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (ان اشد الناس عذابا عند الله يوم القيامة المصورون) (بخاری ومسلم)

یعنی: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے سخت عذاب، تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

عن عائشة رضی الله عنها أن رسول الله ﷺ قال: (أشد الناس عذابا يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله.) (بخاری ومسلم)

یعنی: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی صفتِ خلق (پیدا کرنا) سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ (یعنی تصویر بناتے ہیں)

عن ابی هريرة ص: (يقول الرب سبحانه: ومن أظلم ممن ذهب يخلق كخلقي

http://www.abdullahnasirrehmani.wordpress.com

فليخلقوا ذرة أو ليخلقوا حبة أو ليخلقوا شعيرة) (بخاری ومسلم)

یعنی: ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، رب سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے: اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو میری خلق جیسی خلق بناتا ہے (یعنی تصویر بناتا ہے) ایسے لوگ اناج کا ایک دانہ پیدا کر کے دکھائیں۔

عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال: (إن الذين يصنعون هذه الصور يعذبون يوم القيامة يقال لهم أحيوا ماخلقتم) (بخاری ومسلم)

یعنی: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک جو لوگ تصویریں بناتے ہیں، انہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائیگا، ان سے کہا جائیگا جو تصویریں تم نے خلق کی تھیں ذرا انہیں زندہ تو کرو۔ (وہ زندہ نہیں کر پائیں گے لہذا ان کا عذاب مستمر رہے گا، والعیاذ باللہ)

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ چیزوں کو عدم سے وجود میں لاتا ہے یا یہ بھی کہ وہ کسی مادہ کے بغیر اشیاء کو خلق کرنے پر قادر ہے، اور یہ صلاحیت اس پوری کائنات میں کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرا کوئی خالق نہیں ہوسکتا، اسی معنی میں اس کی صفت (الباری) بھی ہے، {هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ ... الآية} اس صفت کا اطلاق بھی غیر اللہ کیلئے جائز نہیں ہے۔

توحید ربوبیت پر ایمان لانے کیلئے دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر شئ کا مالک ہے، اس کے علاوہ دوسرا کوئی مالک نہیں ہوسکتا، گویا یہ پوری کائنات جس طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اسی طرح اس کی مملوک بھی ہے، فرمان ہے: [فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ] پس بلند ہے اللہ، جو الملک (بادشاہ) ہے اور الحق (سچا) ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہر شئ کا مالک ماننے کیلئے ضروری ہے کہ ہمیں تین چیزوں کی پورے یقین کے

ساتھ معرفت ہو:

① جب وہ ہر چیز کا مالک ہے تو ضروری ہے کہ مالک ہونے کی جتنی بھی صفات ہیں ان سب پر ہمارا ایمان ہو، مثلاً: کمال قوت، کمال غلبہ، کمال قدرت، کمال علم، کمال احاطہ، کمال حکمت، کمال مشیت، کمال تصور، کمال رحمت ومحبت وغیرہ۔

② اللہ تعالیٰ کے ہر چیز کے مالک ہونے پر ایمان لانے کا ضروری تقاضا یہ ہے کہ ہمارا یہ ایمان ہو کہ ہر شئ اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے، ہر شئ اپنے تمام امور میں اسی کی طرف مضطر ومفتقر ہے اور یہ ایمان بھی ہو کہ کوئی شئ حتی کہ ایک ذرہ بھی اس کی ملکیت سے خارج نہیں ہے۔

[وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝]

یعنی: اور وہ ذات بابرکت ہے جس کیلئے آسمانوں اور زمینوں اور جو ان کے درمیان ہے کا ملک ہے اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

③ جب اللہ تعالیٰ ہر شئ کا مالک ہے اور ہر شئ اس کی مملوک ہے تو پھر ضروری ہے کہ ہمارا ایمان ہو کہ ہر شئ کی تدبیر وتصرف بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، چنانچہ کائنات کی ہر شئ پر اس کی مشیت نافذ ہے اور ایک ذرہ کی حرکت بھی اس کے امر وتصرف سے باہر نہیں۔ {اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ}

اور جب اللہ تعالیٰ کوئی امر نافذ فرماتا ہے تو کوئی اسے ٹال نہیں سکتا اور نہ کسی حکم پر تعقیب کی ہمت رکھتا ہے {لا راد لقضائه ولا معقب لحكمه}

اللہ تعالیٰ کے احکام واوامر تین طرح کے ہیں:

① احکام قدریہ کونیہ، یعنی پوری کائنات کے جملہ امور، اللہ تعالیٰ کے مبرم حکم کے ساتھ تقدیر میں مکتوب ومحفوظ ہیں، وہ تمام فیصلے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ ہیں اور تقدیر میں لکھے ہوئے کے مطابق نافذ ہونگے، کسی فیصلے میں کسی غیر اللہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

http://www.abdullahnasirrehmani.wordpress.com

② احکامِ شرعیہ، یعنی حلال وحرام کے تعلق سے تمام شرعی فیصلوں کا اللہ تعالیٰ ہی مختار ہے، اس ذات نے احکامِ شرعیہ بنائے اور اپنی وحی کے ذریعے اپنے انبیاء کے توسط سے ہم تک پہنچادیئے

[لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ] [شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ] [اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ]

کسی حکم شرعی بنانے یا نافذ کرنے میں کسی غیر اللہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، لہذا احکامِ شرعیہ کے تعلق سے صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے، اس کے علاوہ کسی کی نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ کا رسول چونکہ اس کا نمائندہ، مبعوث اور مأذون ہے، لہذا اس کی اطاعت بھی فرض ہے؛ کیونکہ وہ اطاعت عین، اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے:

[مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ] [وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝]

③ احکامِ جزائیہ، یعنی بندے جو عمل کریں گے ان پر جزا یا سزا کا فیصلہ بھی صرف اللہ رب العزت کے پاس ہے، چنانچہ وہی اطاعت گذار بندوں کو اپنی رضا اور جنت کی صورت میں جزاء دے گا، دوسرا کوئی نہیں۔

اور وہی نافرمان بندوں کو اپنے غضب اور جہنم کے عذاب کی صورت میں سزا دیگا، دوسرا کوئی نہیں۔

[مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝] [يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۝]

اللہ تعالیٰ کی مشیت اگر متقاضی ہو تو وہ دنیا میں بھی اپنے نیک بندوں یا قوموں کو اچھی جزا اور برے بندوں یا قوموں کو عذاب دے دیتا ہے، بہرحال دنیا ہو یا آخرت، دونوں جہانوں میں جزا وسزا کا اختیار صرف اللہ رب العزت کے پاس ہے، دنیا وآخرت کے مابین عالم برزخ

میں بھی اللہ تعالیٰ کے امر سے جزا یا سزا کے احکام مرتب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفتِ مالکیت میں، دوسرا کوئی بھی ایک ذرہ کے برابر بھی شریک نہیں ہے، فرمایا:

[وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝]

یعنی: جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے اندر دھاگے کے بھی مالک نہیں ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

[قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝]

یعنی: کہہ دو، پکاروان لوگوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا (شریک) سمجھتے ہو، وہ تو آسمانوں اور زمینوں کے اندر ایک ذرہ تک کے مالک نہیں، اور نہ ہی اس ذرہ کی ملکیت میں وہ اللہ تعالیٰ کے حصہ دار ہیں اور نہ ہی اس ذرہ کے سلسلہ میں وہ اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں۔

آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن کو پوجا جاتا ہے وہ تو ایک ذرہ کے مالک نہیں، مالک ہونا بڑی بات ہے وہ اس ذرہ کی ملکیت میں اللہ تعالیٰ کے حصہ دار بھی نہیں اور نہ ہی مددگار۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی صفتِ مالکیت میں یا صفتِ تدبیر وتصرف میں کسی دوسرے کو حصہ دار قرار دیتے ہیں وہ سخت غلطی کا شکار ہیں، مگر افسوس ہمارے معاشرے میں ایسے بہت سے لوگ یا گروہ موجود ہیں جو توحید ربوبیت کے تعلق سے سخت انحراف کا شکار ہیں، ہم بتا چکے کہ توحید ربوبیت، اصل توحید یعنی توحید عبادت کی اساس ہے، جو شخص اساس کے امتحان میں فیل ہو گیا وہ اصل توحید (توحید عبادت) جو انبیاء کی دعوت کا مرکزی نکتہ تھا، بری طرح ناکام ہو گیا، نتیجۃً اپنی دنیا، اپنی قبر اور اپنی آخرت سب کی بربادی کا خود ہی انتظام کر ڈالا، زیرِ نظر کتاب (توحید ربانی) میں اس حوالے سے بہت سی مثالیں مل جائیں گی، اس کے علاوہ ہمارے فاضل دوست فضیلۃ

http://www.abdullahnasirrehmani.wordpress.com

الشیخ عبدالغفور دامنی حفظہ اللہ کی کتاب اقسامِ توحید بھی قابل مطالعہ ہے۔

ایک کلمہ گو موحد اگر توحید ربوبیت میں ہی اضطراب وانحراف کا شکار ہو گیا تو اس کا یہ معاملہ کتنا تعجب خیز ہوگا؛ کیونکہ مشرکین مکہ اپنی تمام تر گمراہیوں کے باوجود توحید ربوبیت میں کسی انحراف کا شکار نہیں تھے، قرآن مجید میں بار بار ان کے اس اعتراف کا ذکر ہے کہ ہر شئ کا خالق، مالک اور مدبر صرف اللہ رب العزت ہے، انہیں اگر اشکال تھا تو وہ توحید الوہیت کے تعلق سے تھا، ان کہنا تھا {أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا} یعنی: اس شخص نے (محمد ﷺ) قولوا لا الہ الا اللہ کی دعوت دیکر تمام معبودوں کا انکار کر دیا اور ایک معبود (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کی دعوت دیدی؟

توحید ربوبیت کا عقیدہ تو وہ فطری عقیدہ ہے جو ایک چیونٹی کے علم میں تھا، رسول اللہ ﷺ نے سلیمان علیہ السلام کے دور کی چیونٹی کا ذکر فرمایا ہے، جو اپنی پشت کے بل لیٹی ہوئی، اپنے ہاتھوں پاؤں کو آسمان کی طرف دراز کیے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے التجائیں کر رہی تھی: (اللهم انا خلق من خلقك وليس بنا غنى عن سقياك) اے اللہ! ہم بھی تیری مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں اور ہمیں بھی پانی کی ضرورت ہے (لہذا ہمیں عطا فرمادے)

مقامِ غور ہے کہ چیونٹی نے اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت کا وسیلہ پیش کیا، جو کہ توحید ربوبیت کی معرفت کا پہلا نکتہ ہے، اس وسیلہ سے دعا کس قدر تیزیٔ کے ساتھ شرفِ استجابت وقبولیت حاصل کر لیتی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے فوراً فرمایا: (إرجعوا فقد سقيتم بدعوة غيركم) اے لشکر والو! جلدی لوٹ چلو، ایک دوسری مخلوق (چیونٹی) کی دعا قبول ہو چکی ہے اور اس کی دعا کی بدولت تم بھی سیراب کر دیئے جاؤ گے۔

جن لوگوں کے عقیدۂ توحید ربوبیت میں دراڑ ہے وہ تو اس چیونٹی سے بھی گئے گذرے ہیں، مشرکین مکہ سے اگر ان کا تقابل کیا جائے تو یہ کس صف میں کھڑے دکھائیں دیں گے؟

توحید ربوبیت کی معرفت کے بہت سے ثمرات ونتائج ہیں: ① اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسماء حسنیٰ اور صفاتِ علیا سے تعلق جڑ جاتا ہے، درج ذیل اسماء وصفات کا تعلق توحید ربوبیت ہی سے ہے، چنانچہ توحید ربوبیت کی صحیح معرفت کیلئے درج ذیل اسماء وصفات کی معرفت ایک لازمی امر ہے۔ (الرحمن، الرحيم، الرزاق، الخالق، الخلاق، الملك، المليك، القوي، المتين، المحيط، المقيط، الحفيظ، الغني، الكريم، الحميد، المجيد، القادر، القدير، المقتدر، الحسيب، الكافي، الشافي، الغالب، النصير، العزيز، الجبار، القاهر، القهار، الوارث، المحسن، الديان، المقدم، الموخر، المعطي، المانع، النافع، الضار، الجواد، النافع) وغیرہ وغیرہ۔

② اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی محبت دل میں اجاگر ہوگی اور بندہ ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا جو عظیم صلہ اور اجر وثواب کا باعث ہوگا۔ مثلاً صفت الرحمن کی محبت کی وجہ سے بندہ کے اندر رحمت کے جذبات پیدا ہونگے جس کا اجر حدیث میں وارد ہے: (إرحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء) تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ دوسری حدیث میں ہے: (إن الله رفيق يحب الرفق) (ان الله جميل يحب الجمال)۔

③ توحید ربوبیت پر ایمان جتنا قوی ہوگا، اتنا ہی تقدیر پر ایمان قوی ہوتا جائے گا؛ کیونکہ توحید ربوبیت کو ماننے کا معنی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تمام فیصلوں کو ماننے سے حاصل ہوگا۔

④ توحید ربوبیت پر قوی ایمان، رزقِ حلال کے حصول کی ترغیب دیتا ہے کیونکہ جب پوری قوت اور یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے خالق اور رازق ہونے پر ایمان ہے تو پھر حرام کا قصد چہ معنی دارد؟

⑤ توحید ربوبیت پر پختہ ایمان، دعا کی قبولیت کا انتہائی قوی وسیلہ ہے، جیسا کہ چیونٹی کا واقعہ گذرا۔

http://www.abdullahnasirrehmani.wordpress.com

آخر میں ایک غلطی کی نشاندہی ضروری ہے، کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) توحید الوہیت ہے جبکہ ہمارے ملک کی ایک بڑی جماعت اسے توحید ربوبیت قرار دیتی ہے اور اس کا مفہوم یہ بتلاتی ہے کہ ایک اللہ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور غیر اللہ سے کچھ نہ ہونے کا یقین۔ یہ (لا الٰہ الا اللہ) کا معنی نہیں ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ ان لوگوں کی توحید کا محور ربوبیت کی حد تک ہے، جبکہ توحید الوہیت میں کافی حد تک غفلت اور انتشار کا شکار ہیں۔ (لا الٰہ الا اللہ) کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ حق نہیں ہے، اس سے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا تصور پیدا ہوتا ہے، نیز طریقہ عبادت میں محمد رسول اللہ ﷺ کی مکمل فرمانبرداری کا تصور اجاگر ہوتا ہے۔

ہماری ان سطور کو بطورِ تمہید پڑھ کر ہمارے شیخ رحمہ اللہ کی کتاب ''توحید ربانی'' کا مطالعہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ان کے میزانِ حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس کا نفع عام کردے۔

وھو سبحانہ وتعالیٰ سمیع مجیب للدعوات، وصلی اللہ علی نبینا محمد وبارک وسلم

//www.abdullahnasirrehmani.wordpress